ماحولیاتی تبدیلی کے تناظر میں قدرتی وسائل کا تحفظ اور تقسیم کار: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Conservation and Equitable Distribution of Natural Resources in the Context of Climate Change: An Analytical Study in the Light of Qur'anic Teachings

Dr Hafiz Muhammad Arshad Iqbal
Assistant Professor,
Department of Quran & Tafseer, AIOU, Islamabad
Email: arshad.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract

Natural resources constitute the foundation of a nation's economic growth, social welfare, and environmental stability. They are not merely material assets but safeguards of human survival and continuity. Through them, the protection and restoration of ecosystems become possible, biodiversity is preserved, cultural heritage is safeguarded, and the impacts of natural disasters can be mitigated. In recent decades, however, the accelerating phenomenon of climate change has intensified environmental vulnerabilities worldwide, including in Pakistan—manifesting in extreme weather patterns, declining water resources, rising temperatures, and increased ecological imbalance. Pakistan has been blessed with invaluable treasures such as fertile lands, abundant water, dense forests, rare wildlife, rich minerals, vast energy reserves, and extensive marine resources. Yet the reality remains that these resources are finite and increasingly threatened by both anthropogenic pressures and climate-induced disturbances. Rapid population growth, unsustainable consumption patterns, and industrial expansion exert mounting pressure on these resources, creating serious challenges regarding their equitable distribution, responsible utilization, and long-term preservation. The unequal access to water, land degradation, depletion of forests, overexploitation of minerals, and mismanagement of energy resources raise critical questions about social justice, environmental sustainability, and the moral responsibility of human beings as stewards of the Earth. In this context, it becomes imperative to cultivate awareness of environmental ethics at the national level, reminding every individual and institution of their duty to reflect upon the signs of creation, uphold justice, and adopt attitudes of balance, moderation, and collective welfare. In truth, these resources are a trust bestowed by Allah Almighty, and it is incumbent

upon the present generation to utilize them with prudence so that the rights of future generations are not compromised. This paper therefore examines: What ethical, legal, and socio-economic principles does the Qur'an provide for the preservation, just distribution, and climate-responsive utilization of natural resources? Through an analytical study of Qur'anic teachings, Prophetic Sunnah ﷺ, and contemporary environmental challenges, this research aims to develop an Islamic framework that guides policymakers, communities, and individuals toward responsible and sustainable stewardship of the environment and its resources.

Keywords: Natural Resources, Ethical Values, Quranic Verses, Sustainable utilization, Conservation, Environmental Ethics, Distribution

قدرتی وسائل کیا ہیں؟

قدرتی وسائل سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو قدرت الٰہی اپنی عطا سے فراہم کرتی ہے اور جنہیں انسان اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ قدرتی وسائل کو بنیادی طور پر دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) حیاتی وسائل

یہ وہ وسائل ہیں جو جاندار مخلوقات سے حاصل ہوتے ہیں اور جن میں زندگی پائی جاتی ہے، مثلاً نباتات، حیوانات اور خوردبینی جاندار وغیرہ۔

نباتات: پودوں سے حاصل ہونے والے وسائل میں فصلیں، پھل، سبزیاں اور وہ جڑی بوٹیاں شامل ہیں جو ادویات کی تیاری میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ غذاء، دوا اور مختلف صنعتوں کے لیے ناگزیر ہیں۔ اسی طرح جنگلات، لکڑی اور اس کی مصنوعات بھی نہایت اہم ذریعہ ہیں۔

حیوانات: جانوروں سے متعلق وسائل مثلاً مویشی پالنا اور مچھلیوں کا شکار انسان کو خوراک، لباس اور دیگر اشیاء فراہم کرتے ہیں۔ قدیم زمانے میں شکار اور جنگلی خوراک جمع کرنا انسانی بقا کا بنیادی سہارا تھا۔

خوردبینی جاندار: یہ جاندار پتوں کے گلنے سڑنے کے عمل، غذائی اجزاء کے چکر، دواؤں، خامروں (enzymes) اور حیوی ایندھن (biofuel) کی تیاری میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ زمین کی زرخیزی کو برقرار رکھتے ہیں۔

(2) غیر حیاتی وسائل

یہ وہ وسائل ہیں جو بے جان اشیاء سے حاصل ہوتے ہیں، جیسے معدنیات، ہوا، پانی، مٹی اور توانائی کے ذخائر۔

معدنیات: زمین کی تہوں میں طرح طرح کے معدنی خزانے پائے جاتے ہیں، مثلاً لوہا، تانبا، سونا، اور غیر فلزی معدنیات جیسے چونا اور جپسَم۔ یہ تعمیری کاموں، صنعتوں اور مختلف عملی شعبوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ پاکستان کے اہم قدرتی معدنی وسائل میں قدرتی گیس، کوئلہ، تیل، لوہا، کروم، تانبا، یورینیم، سونا، جپسَم اور نمک شامل ہیں۔ خصوصاً ریکوڈک میں سونے اور تانبے کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔

ہوا: فضا انسان اور دیگر مخلوقات کی سانس لینے کے لیے آکسیجن اور نائٹروجن جیسی لازمی گیسیں مہیا کرتی ہے اور صنعتی میدان میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح کاربن ڈائی آکسائیڈ پودوں کے عملِ ضیائی تالیف (photosynthesis) کے لیے ناگزیر ہے اور یہ ماحولیاتی توازن و عالمی حدّت کے اثرات کو کم کرنے میں کردار ادا کرتی ہے۔

پانی: دریاؤں، جھیلوں اور آبی ذخائر کا پانی انسانی پینے، کھیتی باڑی، صنعت اور بجلی بنانے کے لیے ضروری ہے۔ سمندری پانی کو بھی صاف کر کے مختلف استعمالات میں لایا جاسکتا ہے۔

مٹی: مٹی کا شمار زرعی وسائل کی بنیاد میں ہوتا ہے۔ یہ پودوں کی افزائش کے لیے ضروری غذائی اجزاء فراہم کرتی ہے، پانی کی صفائی اور فلٹریشن میں مدد دیتی ہے اور طرح طرح کے جانداروں کا مسکن ہے۔

توانائی کے وسائل: توانائی کے ذخائر میں حیاتیاتی ایندھن (کوئلہ، تیل، قدرتی گیس) کے ساتھ ساتھ قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع بھی شامل ہیں، جیسے شمسی توانائی، ہوا، آبی بجلی، زمینی حرارت (geothermal) اور ایٹمی توانائی۔

قدرتی وسائل کی اہمیت

قدرتی وسائل ہر ملک کی ترقی، خوشحالی اور ماحولیاتی تحفظ کے لئے بے حد اہمیت کے حامل ہیں، جو اقتصادی ترقی، سماجی بہبود اور ماحولیاتی استحکام کی بنیاد ہیں۔ یہ وسائل مصنوعات اور خدمات کی تیاری، آمدنی اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے، معیشت کو مضبوط بنانے اور انسان کی عزت نفس کے تحفظ میں کردار ادا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں، قدرتی وسائل ماحولیاتی نظام کی حفاظت، حیاتیاتی تنوع اور ثقافتی ورثے کے تحفظ، موسم کی تبدیلی اور قدرتی آفات سے نمٹنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تاہم، قدرتی وسائل محدود ہوتے ہیں اور صرف مقررہ مقدار میں دستیاب ہیں۔ مختلف علاقوں میں زمین کی ساخت، موسم اور ماحولیاتی عوامل کی بنا پر ان وسائل کی فراوانی مختلف ہوتی ہے۔ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی اور صنعتی ترقی نے قدرتی وسائل پر دباؤ بڑھا دیا ہے جس سے ان کے ناپید ہونے اور ماحولیات کے بگڑ جانے کے خدشات جنم لیتے ہیں۔ لہٰذا، قدرتی وسائل کی اہمیت کو سمجھنا اور ان کی ضیاع کو روکنا بے حد ضروری

ہے۔ ان وسائل کا پائیدار انتظام انسانیت کے سامنے ایک بڑا چیلنج ہے، جس کا مقصد وسائل کا دانشمندانہ استعمال یقینی بنانا ہے تاکہ آنے والی نسلوں کی ضروریات بھی بہ خوبی پوری ہو سکیں۔

اسلام نے کاشتکاری اور درخت لگانے کی ترغیب دی ہے اور سبزہ زاروں میں اضافے کی بھی تاکید فرمائی ہے، کیونکہ زراعت ایک عظیم پیشہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اس کی وحدانیت پر دلیل ہے اور ایمان کو دلوں میں راسخ کرنے کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(اَفَرَ اَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ،ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَه اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ)[1]

(بھلا تم غور کرتے ہو اس پر جو تم بوتے ہو؟ کیا تم ہی اسے اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟)

قرآنِ کریم میں بہت سی آیات زراعت و نباتات کا ذکر کرتی ہیں، اور یہ سب بطورِ احسان اور انعام کے بیان کی گئی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

(وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبَارَكًا فَاَنْبَتْنَا بِه جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ،وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ، رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙوَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ)[2]

(اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعے سے باغ اگائے اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں، اور لمبی لمبی کھجوریں جن کے خوشے تہہ بہ تہہ ہیں، بندوں کے لیے روزی، اور ہم نے اس سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا، دوبارہ نکلنا اس طرح ہے)

نبی اکرم ﷺ نے بھی پودوں اور نباتات کی ہر ممکن طریقے سے دیکھ بھال اور حفاظت فرمائی، اور ہر اس چیز سے منع فرمایا جو انہیں نقصان پہنچائے۔ بلکہ آپ ﷺ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ پودوں کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کی نشوونما اور ثمر آوری کا اہتمام کرتے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب ابتدائی پھل دیکھتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آتے، آپ ﷺ اسے ہاتھ میں لیتے اور دعا فرماتے: "اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما، ہماری بستی (مدینہ) میں برکت عطا فرما، ہمارے صاع میں برکت عطا فرما، اور ہمارے مُد میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک ابراہیمؑ تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے، اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اس نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے وہی دعا کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔" پھر آپ ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عطا فرماتے۔[3]

اسلام نے زراعت کو ثواب کا دروازہ قرار دیا ہے۔ اسی لیے زمین کو آباد کرنے اور صحرا کو سرسبز بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ سنتِ نبوی نے مردہ زمین کو آباد کرنے کی تاکید کی اور اس کے لیے شرعی اصول طے کیے کہ جو

شخص زمین کو زندہ کرے اور آباد کرے وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت نہ ہو، تو وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔"[4]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے زمین کو بیکار اور غیر آباد چھوڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا:

"جس کے پاس زمین ہو تو اسے کاشت کرے، اور اگر وہ خود نہ کر سکے تو اپنے بھائی کو دے دے، اور اگر یہ بھی نہ کرے تو زمین کو روک کر بیٹھا نہ رہے۔"[5]

احادیث مبارکہ میں بکثرت زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا" :کاشتکاری اور درخت لگانے کی فضیلت اس صورت میں کہ انسان یا پرندہ یا چوپایہ اس سے کھائے " اور پھر حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کرے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور کھائے، تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔[6] "

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تعلیمات کو بڑی گہرائی سے سمجھا اور زراعت کو محض دنیاوی عمل نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر اختیار کیا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب ریاست مضبوط ہوئی تو مسلمانوں نے زراعت کو مزید وسعت دی، زمینوں کی ملکیت اور آبادکاری کے راستے آسان بنائے اور عملاً رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کیا:"جو مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اسی کی ہے۔"اس کے نتیجے میں زراعت صرف افراد کی نہیں بلکہ حکمرانوں اور امراء کی بھی ذمہ داری سمجھی جانے لگی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ زراعتی خوشحالی کا براہِ راست تعلق ملکی معیشت اور بیت المال کی آمدنی سے ہے۔ اسی مقصد کے لیے نہریں کھودی گئیں، بند باندھے گئے اور آبپاشی کے انتظامات بہتر بنائے گئے۔ یہاں تک کہ بصرہ شہر میں ہی ہزروں کی تعداد میں نہریں موجود تھیں۔

قدرتی وسائل کی ملکیت اور ان کی تقسیم کے اصول

1. اجتماعی ملکیت

اسلام نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ بعض قدرتی وسائل اجتماعی ملکیت ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" المسلمون شركاء في ثلاث: في الماء، والكلأ، والنار[7]"

مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، گھاس اور آگ۔

لہٰذا پانی، چراگاہیں اور آگ (یعنی توانائی کے بنیادی ذرائع) مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔

یہ اصول اس بات کو واضح کرتا ہے کہ:

- پانی
- چراگاہیں
- توانائی کے بنیادی ذرائع

کسی ایک فرد یا کسی مخصوص ادارے کی اجارہ داری میں نہیں آسکتے۔

2. عدل وقسط کا اصول

قرآنِ کریم میں اللہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ[8]"

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

وسائل کی تقسیم عدل کے بغیر ممکن نہیں۔ اسلامی ریاست کا فریضہ ہے کہ قدرتی وسائل کی تقسیم میں طبقاتی امتیاز کا خاتمہ کرے۔

3. فساد اور احتکار کی ممانعت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ [9]"

اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

احتکار (monopoly)، ذخیرہ اندوزی اور طاقت کے زور پر وسائل پر قبضہ کرنا فساد کی صورتیں ہیں۔

4. انسان کو خلیفہ بنا کر ذمہ داری دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[10]"

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

انسان کا خلیفہ ہونا اس بات کو لازم کرتا ہے کہ:

- وسائل کی حفاظت
- منصفانہ تقسیم
- آئندہ نسلوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے

یہ سب اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔

قدرتی وسائل تو بہت ہیں ایک آرٹیکل میں تمام کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے یہاں پر ہم پاکستانی وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے بنیادی وسائل پر نبوی تعلیمات کی روشنی میں کلام کریں گے۔

1۔ درختوں اور پودوں کی حفاظت

اللہ تعالی نے روئے زمین پر انسان کی ضرورت کی خاطر کئی انواع کے درخت پیدا کئے ہیں جس میں بعض پھل دار, بعض سایہ دار اور بہت سارے جنگلات کی شکل میں پیدا کئے ہیں جو انسان کی بہت ساری ضروریات میں استعمال ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے تمام پودے انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے ہیں لیکن اس کے استعمال میں اسراف کرنے سے منع فرمایا ہے[11] اور ان کی حفاظت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بار ہا اپنی تعلیمات میں درختوں کی حفاظت پر زور دیا ہے چنانچہ ایک روایت میں آپ نے فرمایا:

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما مِن مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إلَّا كانَ ما أُكِلَ منه له صَدَقَةً، وما سُرِقَ منه له صَدَقَةٌ، وما أكَلَ السَّبُعُ منه فَهو له صَدَقَةٌ، وما أكَلَتِ الطَّيْرُ فَهو له صَدَقَةٌ، ولا يَرْزَؤُهُ أحَدٌ إلَّا كانَ له صَدَقَةٌ"[12]

ایک روایت میں فرمایا:

" عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: إِنْ سَمِعْتَ بِالدَّجَّالِ قَدْ خَرَجَ، وَأَنْتَ عَلَى وَدِيَّةٍ تَغْرِسُهَا، فَلَا تَعْجَلْ أَنْ تُصْلِحَهَا، فَإِنَّ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذَلِكَ عَيْشًا"۔[13]

داؤد بن ابی داؤد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم سنو کہ دجال آگیا ہے اور تم زمین میں کچھ لگا رہے ہو تو جلدی نہ کرو بلکہ اسے اچھی طرح لگالو کیونکہ لوگ اس کے بعد بھی زندہ رہیں گے)۔

ایک اور روایت میں نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

"کہ اگر قیامت قائم ہونے والی ہو اور کسی کے ہاتھ میں پودا ہو تو اگر وہ اسے لگا سکتا ہے تو ضرور لگائے۔[14]

امام مناویؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث مبالغہ کے ساتھ درخت لگانے اور نہریں کھودنے کی ترغیب دیتی ہے تاکہ یہ دنیا اپنے آخری مقررہ وقت تک آباد رہے۔ جیسے دوسروں نے لگایا اور تم نے فائدہ اٹھایا، اسی طرح تم بھی لگاؤ تاکہ آنے والے لوگ فائدہ اٹھائیں۔"[15]

درخت لگانے کی اس سے زیادہ بلیغ ترغیب ممکن نہیں، کیونکہ یہ مسلمان کی فطرتِ نیک اور خیر خواہی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ زندگی کے آخری لمحے تک عطا کرتا رہتا ہے، خواہ وہ اس کا پھل نہ کھا سکے۔ یہاں عمل کی غرض محض عمل ہے، جو عبادت کا ایک درجہ ہے اور زمین میں اللہ کی خلافت کا حق ادا کرنا ہے۔[16]

ایک اور روایت میں درختوں کو ضائع کرنے کے حوالے سے سخت وعید ارشاد فرمائی ہے فرمایا:

(کوئی بیری کا درخت چٹیل میدان میں ہو جس کے نیچے آ کر مسافر اور جانور سایہ حاصل کرتے ہوں اور کوئی شخص آ کر بلا سبب بلا ضرورت ناحق کاٹ دے اللہ ایسے شخص کو سر کے بل جہنم میں جھونک دے گا)۔[17]

اس کے علاوہ اسلام نے جنگ کے دوران بھی درختوں کو کاٹنے اور کھجوروں کو جڑ سے اکھاڑنے سے منع فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عام حالات میں ان کی حفاظت اور نگہداشت ہر مسلمان پر لازم ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عہدِ جدید میں زراعت اور درخت لگانے کے ایسے فوائد دریافت ہوئے ہیں جو ماضی میں معلوم نہ تھے۔ یہ وہی فوائد ہیں جن کی آج کے دور میں شدید ضرورت ہے، خاص طور پر اس لیے کہ درخت لگانا اور سبزہ زاروں میں اضافہ کرنا ماحولیاتی آلودگی کے مقابلے کے مؤثر ترین ذرائع میں سے ہے، وہی آلودگی جو صنعتی انقلاب کے بعد سے لے کر آج تک انسانی زندگی کے لیے ایک خطرہ بنی ہوئی ہے۔ اس لئے قدرتی وسائل میں سے جنگلات اور دیگر انواع کے درختوں کی حفاظت انتہائی ضروری ہے اور اس کے بہت سارے فوائد ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1. یہ کثیر مقدار میں آکسیجن پیدا کرتے ہیں جو انسان اور حیوان کی زندگی کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔
2. یہ زمین کے صحراوی علاقوں میں کھیتی اور نباتات کی حفاظت کرتے ہیں، کیونکہ درخت آندھی اور تیز ہوا کے خلاف رکاوٹ کا کام کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں جنگلات کافی مقدار میں کاٹے جا رہے ہیں جبکہ یہ حقیقت ہے جنگلات کی کٹائی سے ہوا کا معیار خراب ہوتا ہے، کاربن ڈائی آکسائیڈ بڑھتی ہے، اور زمین کا کٹاؤ ہوتا ہے جس سے سیلاب کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ موسمیاتی تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ پاکستان میں اس وقت بعض پہاڑی علاقوں میں سیلاب کے آنے کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وہاں پر جنگلات کی کٹائی بھی ہے۔
3. صنعتی علاقوں اور ان شہروں میں جو صحراؤں یا پہاڑوں سے گھرے ہوئے ہوں، درخت فضا میں موجود گرد و غبار اور آلودہ مادّوں کو کم کرتے ہیں۔ یہ ایک فلٹر (چھلنی) کی طرح کام کرتے ہیں۔ اسی لیے دنیا کے بہت سے شہروں نے شہروں کے گرد "سبز پٹی (Green Belt)" قائم کی ہے۔

4. درخت ہواؤں کو روکنے اور ریت کو باندھنے کا ذریعہ بنتے ہیں، یوں یہ صحراؤں کے پھیلاؤ اور زمین کے بنجر ہونے (تصحر) کے خطرے کو ختم کرتے ہیں، جو آج کئی ملکوں کو درپیش ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے انسان اور پودے کے درمیان نفع اور لطف اندوزی کا رشتہ قائم کیا، پھر درخت کاٹنے سے منع فرمایا اور درخت لگانے کی ایسی تاکید فرمائی کہ اگر قیامت قائم ہونے ہی لگے اور کسی کے ہاتھ میں پودا ہو تو وہ اسے ضرور لگا دے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ زراعت اور زمین کو آباد کرنا قدرتی ماحول کی حفاظت کے بنیادی ذرائع میں سے ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے دوام اور اس کی نعمتوں کے تسلسل کے لیے پیدا فرمایا۔ اسلام نے اس کو خصوصی اہمیت دی اور زمین میں اس آبادکاری و کاشتکاری کو عبادت قرار دیا جس پر مسلمان کو اجر ملتا ہے۔ یہ تمام احادیث اس امر کو بیان کرتی ہیں کہ زراعت اور درخت لگانا اللہ تعالیٰ سے تقرب کے ذرائع ہیں، اور جب ان سے کوئی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے تو انسان کو اس پر ثواب ملتا ہے۔ بلاشبہ زراعت ہی زندگی کا اصل ستون ہے، انسان اور دیگر مخلوقات کی بقا کا مدار اسی پر ہے۔۔

مندرجہ بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سنتِ نبوی نے ماحول کے صرف ایک عنصر یعنی نباتات ہی کی نہیں بلکہ باقی تمام عناصر جیسے پانی، حیوانات، فضا اور دوسری مخلوقات کی بھی بھرپور اہمیت بیان کی ہے۔ سنتِ نبوی نے ماحول کے ایک مکمل نظام کی بنیاد رکھی اور مسلمان کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنے گردوپیش کی جملہ مخلوقات، قدرتی وسائل اور عوامی سہولتوں کے ساتھ کس طرح کا تعلق قائم کرے۔ ان میں سب سے اہم اور بنیادی عنصر پانی ہے، جو زندگی کے لیے ناگزیر ہے، اور جس کے بغیر زمین پر کوئی جاندار باقی نہیں رہ سکتا۔ اب ہم زندگی میں پانی کی اہمیت، اس کی حقیقی قدر اور اس کو بطورِ ماحولیاتی وسیلہ محفوظ رکھنے کے پہلو پر مختصر کلام کریں گے۔

2۔ پانی کی حفاظت

قدرتی وسائل میں اگر غور کیا جائے تو پانی ہی بنیادی ضرورت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے پانی زندگی ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے ہمیں ان نعمتوں کی حفاظت کرنے کی تعلیم دی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں، اور ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ان سے اعتدال کے ساتھ فائدہ اٹھائیں، نہ اسراف کریں اور نہ بخل۔ ان نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت پانی ہے جسے اللہ نے اس دنیا میں ہمیں بخشا ہے۔ پانی ہی زندگی کی اصل، اس کا مرکز اور رگِ جاں ہے۔ اسی کے ذریعے تہذیبیں پروان چڑھتی ہیں۔ اگر پانی نہ ہوتا تو زمین پر زندگی کا وجود نہ ہوتا۔ اسی وجہ سے سنتِ نبوی نے پانی کی خاص طور پر اہمیت بیان کی اور اس کے تحفظ کی تلقین کی، نیز اس کے ذرائع کو محفوظ رکھنے، اسراف و تبذیر اور آلودگی سے بچانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اگر پانی کسی وجہ سے کم یا نایاب ہو جائے تو لوگوں پر خوف و ہراس اور سخت پریشانی چھا

جاتی ہے، غربت پھیل جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین پر زندگی پانی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اگر پانی نہ ہو تو کھیتوں کی زراعت اور ان کی آبادکاری ناممکن ہو جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ صنعت و حرفت کا وجود بھی پانی پر موقوف ہے۔ پانی کے بغیر کارخانے بند ہو جائیں، پیداوار کا نظام رک جائے، اور انسان نہ جینے کے قابل رہے نہ کمانے کے، جس کا نتیجہ ہلاکت کے سوا کچھ نہ ہو۔

قرآنِ مجید نے بھی پانی کے بارے میں نہایت بلیغ انداز میں گفتگو کی ہے اور اس کا ذکر 63 مرتبہ فرمایا ہے، تاکہ اس کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں پانی کو مختلف صفات سے متصف کیا ہے، مثلاً اسے ''طَہُور'' کہا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت پر بھی احسان جتایا کہ اس نے پانی کو انسان کے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنایا۔ یوں پانی صفائی اور نجاست و میل کچیل دور کرنے کا سبب قرار پایا، اور انسان کی زندگی اس سے سنور گئی۔[18]

اسی لیے پانی کی حفاظت اور اسے اسراف و تبذیر سے بچانا شریعت کا مقصد اور اسلام کا ہدف قرار پایا۔ نبی کریم ﷺ نے بے شمار احادیث میں اسراف سے منع فرمایا، حتیٰ کہ عبادت کے موقع پر بھی پانی ضائع کرنے سے روکا، خواہ پانی وافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جو عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعدؓ کے پاس سے گزرے، جب وہ وضو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اسراف کیوں؟'' سعدؓ نے عرض کیا: کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ فرمایا: ''ہاں! خواہ تم بہتے دریا پر ہی کیوں نہ ہو۔''[19]

امام طیبیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ کا فرمان کہ 'خواہ تم دریا کے کنارے ہو' مبالغہ کے طور پر ہے، یعنی وہ چیز جس میں بظاہر اسراف کا تصور نہ ہو، اس میں بھی ضائع کرنا اسراف ہے۔''[20]

امام نوویؒ نے فرمایا: ''علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ پانی میں اسراف منع ہے، خواہ وہ سمندر کے کنارے ہی کیوں نہ ہو۔'' مزید کہا: ''زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اسراف مکروہِ تنزیہی ہے۔''[21]

نبی کریم ﷺ خود وضو اور غسل میں بھی نہایت اعتدال برتتے تھے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ غسل ایک صاع سے پانچ مد تک پانی سے فرما لیتے تھے، اور وضو ایک مد پانی سے کر لیتے تھے۔''[22]

یہ تمام نصوص واضح کرتی ہیں کہ پانی کو آلودہ کرنا اور ضائع کرنا سختی سے منع ہے، خواہ وہ کنویں ہوں، چشمے ہوں، نہریں ہوں یا وہ ذخائر جن سے عام لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آج سائنسی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سی بیماریاں اور جراثیم آلودہ پانی کے ذریعے پھیلتے ہیں، خواہ آلودگی پانی کے اصلی ذخیروں میں ہو یا برتنوں میں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر پینے کے پانی کو

آلودہ کرنے سے منع فرمایا، اور خود بھی اس معاملے میں عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پینے کے برتن میں سانس لینے سے بھی منع فرمایا تاکہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچے۔ جیسا کہ حضرت ابو قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم پانی پیو تو برتن میں سانس نہ لو۔"[23]

پاکستان میں ہر سال پانی کے مسائل میں اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ لیکن اس کے لئے نہ تو حکومتی سطح پر مستقل بنیادوں پر کام ہو رہا ہے اور نہ ہی عوام پانی کے حوالے سے احتیاط برتتے ہیں۔ روزمرہ کی زندگی میں ہر شخص روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں لیٹر پانی استعمال کرتا ہے جبکہ اگر احتیاط سے کام لے تو روزانہ 10 سے 20 لیٹر پانی پر ان کا کام ہو سکتا ہے لیکن پانی کا بے دریغ استعمال پاکستان کو قلت آب کے مسائل کی طرف تیزی سے لے کر جا رہا ہے۔ ماہرینِ فن کا کہنا ہے کہ اگر پانی کے استعمال میں لاپرواہی روکنے کے لیے فوری اقدامات نہ کیے گئے تو بلاشبہ پاکستان کو سن 2035ء تک پانی کی شدید قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ماحولیاتی تغیرات اور آبادی میں تیز رفتاری سے ہونے والے اضافے کے ساتھ ساتھ پانی کے بے جا اسراف اور اس کی ترسیل و ذخیرہ اندوزی کی ناقص حکمتِ عملی بھی اس صورتحال کے بنیادی اسباب میں شامل ہیں۔

پاکستان میں اس وقت چھوٹے بڑے صرف 150 ڈیم موجود ہیں، جب کہ بھارت میں 5300 ڈیم ہیں اور سینکڑوں مزید زیرِ تعمیر ہیں۔ اسی طرح چین میں ڈیموں کی تعداد 28900 تک پہنچ چکی ہے۔ پاکستان میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت محض تیس دنوں تک محدود ہے، جب کہ بھارت میں یہ صلاحیت ایک سو بیس دنوں کی ہے۔ توقع ہے کہ نئے آبی منصوبوں، خصوصاً دیامر-بشاڈیم کی تکمیل کے بعد، پاکستان کی ذخیرہ اندوزی کی گنجائش موجودہ 1 کروڑ 30 لاکھ ایکڑ فٹ سے بڑھ کر تقریباً 2 کروڑ 40 لاکھ ایکڑ فٹ تک پہنچ جائے گی۔ ان میں سے کئی ڈیم کثیر المقاصد ہیں۔ پانی کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور موجودہ قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان میں مزید آبی ذخائر کا قیام ناگزیر ہے۔ اگرچہ ڈیموں کے کچھ منفی اثرات بھی ہیں اور ان کے تدارک کے لیے اقدامات ضروری ہیں، تاہم ان کے فوائد نہایت کثیر اور دیرپا ہیں؛ مثلاً مچھلیوں کی افزائش، سیاحت کا فروغ، آبی ذخائر کی تہہ میں جمع معدنیات سے استفادہ، اور آس پاس کی زمین کی زرخیزی میں اضافہ۔ اس لیے ضروری ہے کہ بڑے پیمانے پر چھوٹے ڈیموں کی تعمیر پر توجہ دی جائے، نیز حکومت اور مقامی آبادی کی شراکت سے دریاؤں، ندی نالوں اور آبادیوں کے قریب چھوٹے آبی ذخائر قائم کیے جائیں۔ ہماری رائے میں وہ منصوبے زیادہ سودمند ثابت ہوتے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ افراد کو شریک کیا جائے، کیونکہ ایسے منصوبے فرد اور قوم دونوں کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ ایسے منصوبوں کو خصوصی اہمیت دی جانی چاہیے اور یہ محض بڑے منصوبوں کی نسبت بہتر نتائج کے حامل ثابت ہوں گے۔

3۔ معدنیات کا تحفظ

معدنی وسائل کسی بھی ملک کی معاشی ترقی اور مالی استحکام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان وسائل میں ایسے قدرتی کیمیائی مرکبات شامل ہوتے ہیں جن سے معدنیات کشید کی جاتی ہیں یا جو دیگر کیمیائی مرکبات کی تیاری میں کام آتے ہیں۔ الحمدللہ! پاکستان ان معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ یہاں دھاتوں اور غیر دھاتوں دونوں کے وافر ذخائر پائے جاتے ہیں، جن میں اینٹی مون، کرومائٹ، لوہا، تانبہ، سیسہ، زنک، مینگنیز، پائرولائٹ، باریٹ، بینٹونائٹ، چائنا کلے، کوئلہ، گریفائٹ، نمک، میگنیسائٹ، نیفلین سینائٹ، گندھک، جپسم، چونا پتھر اور فائر کلے شامل ہیں۔ علاوہ ازیں، پاکستان میں دیگر معدنیات بھی موجود ہیں جن کے ذخائر کا ابھی درست اندازہ نہیں لگایا گیا۔ آزاد کشمیر، خیبر پختونخوا اور شمالی علاقہ جات اپنی معدنی دولت کے اعتبار سے نہایت زرخیز ہیں۔ یہاں ہیرے، قیمتی پتھر اور دیگر وافر معدنی وسائل دستیاب ہیں۔ سونا، چاندی اور مولیبڈینم جیسی قیمتی دھاتیں لوہے اور تانبے کے ساتھ پائی جاتی ہیں، جبکہ بعض دریاؤں کی ریت اور پانی میں بھی سونے کے ذرات مل جاتے ہیں۔

پاکستان دنیا بھر میں قدرتی گیس کے سب سے بڑے ذخائر میں دوسرا مقام رکھتا ہے۔ بلوچستان اپنے بے بہا قدرتی وسائل کے سبب خصوصیت رکھتا ہے۔ ضلع کوہلو اور کوئٹہ میں وسیع کوئلے کے ذخائر ہیں، جبکہ قلات، ہرنائی، سور ریخ اور سپین تجی میں چونا پتھر کی کانیں موجود ہیں۔ چاغی میں تقریباً تین کروڑ ٹن لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں، اس کے علاوہ تانبہ، سونا، چاندی اور سیسے کے بھی بڑے بڑے ذخائر یہاں ملتے ہیں۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی گیس کی عظیم دولت سے بھی نوازا ہے۔ 1950ء کی دہائی میں بلوچستان کے علاقے سوئی میں قدرتی گیس دریافت ہوئی جسے بعد ازاں ''سوئی گیس'' کے نام سے شہرت ملی۔ اس دریافت نے ملک کی سماجی، معاشی، صنعتی اور تجارتی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ آج ملک کے مختلف خطوں میں مزید گیس کے بڑے بڑے ذخائر دریافت ہو چکے ہیں۔ پاکستان کو دنیا کے سب سے بڑے نمک کی کانوں پر بھی فخر حاصل ہے۔ یہ مشہور کھوڑہ کی کانیں ہیں جہاں روزانہ ساڑھے تین لاکھ ٹن سے زیادہ نمک نکالا جاتا ہے۔ ان ذخائر کا تخمینہ 82 ملین ٹن سے لے کر 600 ملین ٹن تک لگایا گیا ہے، اس لیے مسلسل کھدائی کے باوجود یہ ذخائر آئندہ ساڑھے تین سو برس تک ختم نہیں ہوں گے۔

معدنی وسائل، خصوصاً کوئلہ، پاکستان کے لیے بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کوئلے کے ذخائر کے اعتبار سے دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے، جن کا تخمینہ تقریباً 185,050 ملین ٹن ہے، جو دنیا کے کل ذخائر کا قریباً 3.19 فیصد بنتا ہے۔ سندھ کی تھر کی صحرائی زمین میں کوئلے کے وافر ذخائر دریافت ہوئے ہیں، جو دنیا کا نواں بڑا صحرا ہے۔ یہاں تقریباً

175 ارب ٹن کوئلہ موجود ہے، جس سے آئندہ پانچ سو برس تک سالانہ پچاس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے، یا دس ملین بیرل ڈیزل اور لاکھوں ٹن کھاد تیار کی جاسکتی ہے۔

معادن دنیا کے مختلف ممالک کی ترقی اور عروج میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی خوشحال معیشت یا باعزت زندگی کا تصور معادن کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام معدنی وسائل انسان کے تابع بنا دیے تاکہ وہ انہیں اپنی ضروریات اور مفادات کے لیے استعمال کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾

"وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزیں پیدا کیں۔"

معادن کی اقسام

1. دھاتیں

یہ معادن اپنے کیمیائی تَرتیب و ترکیب کے سبب نمایاں اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ حرارت اور برق کے اچھے موصل ہوتے ہیں۔ اکثر عناصر فلزات پر مشتمل ہیں۔ یہ عموماً سخت، چمکدار اور جِلا دار ہوتے ہیں، جنہیں حرارت دے کر پگھلایا اور کارآمد اشیاء میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ ان کے پگھلنے اور ابلنے کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ انہیں باہم ملا کر مفید دھاتیں (الائے / سبائیک) تیار کی جاسکتی ہیں۔ لوہا، سیسہ، چاندی، سونا اور تانبا اس کے معروف نمونے ہیں۔

2. غیر دھاتیں

یہ معادن مخصوص کیمیائی ترکیب سے محروم ہوتے ہیں اور اکثر بجلی و حرارت کے عایق (Insulator) ثابت ہوتے ہیں۔ انہیں فلزات کی طرح پگھلا کر ڈھالا نہیں جاسکتا۔ غیر فلزی معادن مادہ کی تینوں حالتوں (ٹھوس، مائع اور گیس) میں پائے جاتے ہیں۔ کوئلہ (کاربن)، جپس اور چونا پتھر ان کی نمایاں مثالیں ہیں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان معدنی وسائل کو کس مقدار اور نوعیت کے ساتھ استعمال کیا جائے تاکہ یہ وسائل آنے والی نسلوں تک باقی رہیں اور ملکی ضرورت بھی پوری رہے۔

معدنی وسائل کی حفاظت

معدنی وسائل کی حفاظت نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ قدرتی خزانے غیر متجدّد (Non-renewable) ہیں۔ ان کے متبادل اور پائیدار ذرائع اختیار کیے جاسکتے ہیں، جیسے تیل اور قدرتی گیس کی بجائے قابلِ تجدید توانائی کے

ذرائع استعمال کرنا۔ ان وسائل کی حفاظت کی ذمہ داری براہِ راست انسان پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے آخری اور زمین پر اس کا خلیفہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ [24]

(میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں)

لہٰذا معدنی وسائل کی حفاظت اور ان کا دانشمندانہ استعمال اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ جو شخص ان وسائل کو ضائع کرتا ہے، وہ دراصل اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید میں معدنیات کا ذکر

قرآنِ حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف معادن کا ذکر ملتا ہے، جو انسانی زندگی میں ان کی اہمیت اور افادیت کو نمایاں کرتا ہے۔

ا۔ سونے کا ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [25]

(اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو انہیں دردناک عذاب کی بشارت سنا دو۔)

سونا ایک نہایت قیمتی اور اہم معدنی وسیلہ ہے جس کا ذکر متعدد قرآنی آیات میں آیا ہے۔ یہ ایک نفیس دھات ہے جسے دنیاوی معیشت میں اساس کی حیثیت حاصل ہے۔

2۔ لوہے کا ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ [26]

(اور ہم نے لوہا اتارا جس میں زبردست قوت اور لوگوں کے لیے فائدے ہیں۔)

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برکتوں کو اتارا، جن میں لوہا، آگ، پانی اور نمک شامل ہیں۔" [27]

یہ حدیث اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ لوہا ایک بابرکت اور کارآمد وسیلہ ہے۔ اپنی سختی اور مضبوطی کے باعث یہ انسانی صنعت و حرفت کا لازمی جزو ہے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب فرشتوں نے پہاڑوں کی سختی پر حیرت کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہاں! پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت لوہا ہے۔[28]

3۔ چاندی کا ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا﴾[29]

(ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے مانند پیالے گردش کرائے جائیں گے۔)

سیرتِ طیبہ ﷺ میں بھی چاندی کا استعمال ملتا ہے۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ چاندی کا تھا اور تلوار کے دستے پر بھی چاندی جڑی ہوئی تھی۔

امام ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں: "چاندی اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، جو انسانی ضروریات پوری کرنے میں جادوئی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ معیشت میں باہمی تعاون کا ذریعہ ہے اور مختلف دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ چاندی میں یہ خاصیت ہے کہ دل کے آلودہ مواد کو جذب کر لیتی ہے اور اگر شہد اور زعفران کے ساتھ استعمال کی جائے تو قلب کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔[30]

تاہم رسولِ اکرم ﷺ نے قیمتی دھاتوں کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:

" الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ"[31]

(جو شخص چاندی کے برتن میں پیئے گا وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے)

ایک اور روایت میں ہے: "لا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ"[32]

(سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو۔)

علماء نے اس ممانعت کی کئی حکمتیں بیان کی ہیں۔ یہ دھاتیں بنیادی طور پر کرنسی کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہیں، اور اگر انہیں برتنوں میں استعمال کیا جائے تو معیشت میں کمی و بیشی اور توازن کا نقصان ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ایسے برتنوں کے استعمال سے انسان میں تکبر اور غرور کا عنصر پیدا ہونے کا خدشہ ہے، جو اسلامی مزاج کے منافی ہے۔

خلاصہ کلام

اس مطالعہ میں قدرتی وسائل کی معاشی ترقی، سماجی بہبود، اور ماحولیاتی حفاظت میں بہت اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ وسائل محدود ہیں، اور ان کا غلط استعمال سنگین ماحولیاتی مسائل کا سبب بنتا ہے۔ یہ

بھی زور دیا گیا ہے کہ وسائل کے حقوقِ آئندہ نسلوں کے تحفظ کے لیے دانشمندانہ اور پائیدار انتظام ناگزیر ہے۔ چنانچہ اسلام نے انسان اور قدرت کے تعلق کا ایک مکمل تصور پیش کیا ہے، جس میں زراعت، درخت لگانا، زمین کی ترقی، اور ماحولیاتی تحفظ کی ہدایت شامل ہے، اور اسے عبادت تصور کیا گیا ہے جو مسلمان کو خدا کے قریب کرتی ہے۔ قرآن نے بہت سی آیات کے ذریعے نباتات اور پانی میں اللہ کی نعمتوں کو ظاہر کیا ہے اور ان کا کردار زندگی اور موجودگی میں واضح کیا ہے۔ نیز، متعدد احادیث نبویہ درخت لگانے کی ترغیب دیتی ہیں، زمین میں فساد سے روکتی ہیں، اور بتاتی ہیں کہ جو کچھ مخلوقات کو انسان کے ذریعے حاصل ہوتا ہے یعنی زراعت، وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔

شرعی متون واضح کرتے ہیں کہ بعض وسائل مثلاً پانی، چرواہا کا چراگاہ، اور توانائی عوامی ملکیت ہیں، اور ان کی تقسیم انصاف پر مبنی ہونی چاہیے، جبکہ اجارہ داری اور فساد کی ممانعت اور معاشرتی و آیندہ نسلوں کے حقوق کا خیال بھی لازم ہے۔ سنت نبوی یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ پانی زندگی کی بنیاد ہے، اس کا تحفظ اور دانشمندانہ استعمال فرض ہیں، اور عبادات میں بھی اس کے بے جا استعمال اور آلودگی سے منع کیا گیا ہے۔ انسان اس نظام کا ذمہ دار خلیفہ ہے جو اس توازن کی حفاظت کرے۔ اس نظام کی خلاف ورزی زمین پر فساد کا باعث بنتی ہے۔

نتائج

1. زراعت اور درخت لگانا زمین کی آبادکاری کے سب سے اہم ذرائع ہیں، اور اسلام نے انہیں دو عظیم عبادات قرار دیا ہے جن کے ثواب اور فائدے اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک مخلوق ان سے مستفید ہوتی ہے۔
2. اسلامی تصور میں ماحول ایک مکمل نظام ہے جس میں نباتات، پانی، حیوانات، اور ہوا شامل ہیں، اور ہر جز و انسانی زندگی کے تسلسل کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔
3. قدرتی وسائل محدود ہیں اور مطلقاً کسی فرد کی ملکیت نہیں بلکہ بعض عوامی ملکیت میں ہیں، جنہیں منصفانہ طور پر انتظام کرنا اور بغیر اجارہ داری اور ظلم کے تقسیم کرنا چاہیے۔
4. ماحول کا تحفظ شرعی مقصد ہے جس کی تاکید قرآن و سنت میں کی گئی ہے، اور یہ زمین کی خلافت اور مسلمان کی اخلاقی و سماجی ذمہ داری کا حصہ ہے۔
5. پانی کا استعمال درست کرنا ایک شرعی فریضہ ہے، اور سنت نبوی ایسی قابلِ عمل مثالیں پیش کرتی ہے جو فضول خرچی سے روکتی ہیں، چاہے وہ بہتے ہوئے دریا پر ہی کیوں نہ ہو، اور پانی کے صاف ستھرا رہنے اور آلودگی سے بچنے کی ترغیب دیتی ہے۔

6. درخت کاٹنا اور نباتات کو نقصان پہنچانا زمین پر فساد کی اقسام میں سے ہے، حتیٰ کہ جنگ کے وقت بھی شرعی نصوص میں سخت ممانعت ملتی ہے۔
7. درخت لگانا زرعی ترقی، اقتصادی اور سماجی ضرورتیں ہیں، جو غذائی تحفظ کو مضبوط کرتے ہیں، سالحہ زمین کو روکتے ہیں، اور معاشرہ کو موسمی تبدیلیوں اور قدرتی آفات کے اثرات سے بچاتے ہیں۔
8. وسائل کا غلط استعمال اور حد سے زیادہ مصرف جدید ماحولیاتی بحرانوں کی براہِ راست وجہ ہے، جو اس بات کی تصدیق ہے کہ اسلامی رہنمائی اس معاملے میں پیش پیش ہے۔
9. قرآنی تعلیمات و احادیث مبارکہ وسائل کی انتظام میں اعتدال، ترقی، اور اجتماعی ذمہ داری پر مبنی ایک عملی نمونہ مہیا کرتی ہے۔
10. معاصر مسلم معاشرے، خصوصاً پاکستان، کو سخت ضرورت ہے کہ وہ ان قرآنی تعلیمات کو اپنائیں تاکہ درج ذیل چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکے: پانی کی کمی، جنگلات کی کٹائی، آلودگی اور موسمی تبدیلی۔

حوالہ جات:

[1] ۔ سورۃ الواقعہ 56:63 تا 64

SURAH AL-WAQI'AH 56 : 63-64

[2] ۔ سورۃ ق 50:9 تا 11

SURAH QAF 50 : 9-11

[3] ۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 1373

MUSLIM, ṢAḤĪḤ MUSLIM, KITĀB AL-ḤAJJ, ḤADĪTH NO. 1373

[4] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب احیاء الموات، حدیث رقم، 2335۔

BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, KITĀB IḤYĀʾ AL-MAWĀT, ḤADĪTH NO. 2335

[5] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، حدیث رقم، 2340۔

BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, KITĀB AL-MUZĀRAʿAH, ḤADĪTH NO. 2340

[6] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 2320، مسلم، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 1553۔

BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, ḤADĪTH NO. 2320
MUSLIM, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, ḤADĪTH NO. 1553

[7] ۔ ابو داود، السنن، حدیث رقم، 3477۔

ABŪ DĀWŪD, AL-SUNAN, ḤADĪTH NO. 3477

[8] ۔ سورۃ النحل 16:90

SURAH AN-NAHL 16 : 90

[9]۔ سورۃ الأعراف 56:7

SURAH AL-A'RAF 7 : 56

[10]۔ سورۃ البقرۃ 30:2

SURAH AL-BAQARAH 2 : 30

[11]۔ دیکھئے: سورۃ الانعام 141:6

SURAH AL-AN'AM 6 : 141

[12]۔ مسلم، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 1552۔

MUSLIM, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, ḤADĪTH NO. 1552

[13]۔ امام بخاری، الادب المفرد، باب اصطناع المال، حدیث رقم، 480۔

IMĀM BUKHĀRĪ, AL-ADAB AL-MUFRAD, BĀB IṢṬINĀʿ AL-MĀL, ḤADĪTH NO. 480

[14]۔ احمد بن حنبل، مسند، حدیث رقم 1216۔

AḤMAD IBN ḤANBAL, MUSNAD, ḤADĪTH NO. 1216

[15]۔ مناوی، فیض القدیر، 3/40۔

MANĀWĪ, FAYḌ AL-QADĪR, 3/40

[16]۔ علامہ یوسف القرضاوی، رعایۃ البیئۃ فی شریعۃ الاسلام، صفحہ، 93۔

ʿALLĀMAH YŪSUF AL-QARAḌĀWĪ, RIʿĀYAT AL-BĪʾAH FĪ SHARĪʿAT AL-ISLĀM, P. 93

[17]۔ امام ابوداؤد، السنن، ابواب السلام، حدیث رقم، 5239۔

IMĀM ABŪ DĀWŪD, AL-SUNAN, ABWĀB AL-SALĀM, ḤADĪTH NO. 5239

[18]۔ ڈاکٹر راغب السرجانی، اہمیت الماء للانسان، ص 76۔

DR. RĀGHIB AL-SIRJĀNĪ, AHAMMIYYAT AL-MĀʾ LI-L-INSĀN, P. 76

[19]۔ ابن ماجہ، السنن، حدیث رقم، 425۔

IBN MĀJAH, AL-SUNAN, ḤADĪTH NO. 425

[20]۔ دیکھئے: ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، 2/421۔

See: Mullā ʿAlī al-Qārī, Mirqāt al-Mafātīḥ, 2/421

[21]۔ دیکھئے: النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم، 4/2۔

SEE: AL-NAWAWĪ, AL-MINHĀJ SHARḤ ṢAḤĪḤ MUSLIM, 4/2

[22]۔ ابخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 201۔

AL-BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, ḤADĪTH NO. 201

[23]۔ البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 5630۔

AL-BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, ḤADĪTH NO. 5630

[24]۔ سورۃ البقرۃ 30:2

Surah Al-Baqarah 2 : 30

[25]۔سورۃ التوبۃ9:34

SURAH AT-TAWBAH 9 : 34

[26]۔سورۃ الحدید57:25

SURAH AL-HADID 57 : 25

[27]۔الثعلبی، التفسیر، 9/247۔

AL-THAʿLABĪ, AL-TAFSĪR, 9/247

[28]۔الترمذی، السنن، اَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حدیث رقم، 3369۔

AL-TIRMIDHĪ, AL-SUNAN, ABWĀB TAFSĪR AL-QURʾĀN ʿAN RASŪL ALLĀH, ﷺ, ḤADĪTH NO. 3369

[29]۔سورۃ الانسان76:15

Surah Al-Insan 76 : 15

[30]۔ابن القیم، الطب النبوی، 1340/24۔

IBN AL-QAYYIM, AL-ṬIBB AL-NABAWĪ, 1340/24

[31]۔البخاری، الجامع الصحیح،، بَابُ آنِيَةِ الفِضَّةِ، رقم الحدیث، 5634۔

AL-BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, BĀB ĀNIYAT AL-FIḌḌAH, ḤADĪTH NO. 5634

[32]۔البخاری، الجامع الصحیح، بَابُ آنِيَةِ الفِضَّةِ، رقم الحدیث، 5633۔

AL-BUKHĀRĪ, AL-JĀMIʿ AL-ṢAḤĪḤ, BĀB ĀNIYAT AL-FIḌḌAH, ḤADĪTH NO. 5633